

دنیوی مصائب و مشکلات

حقیقت، اسباب، ثمرات

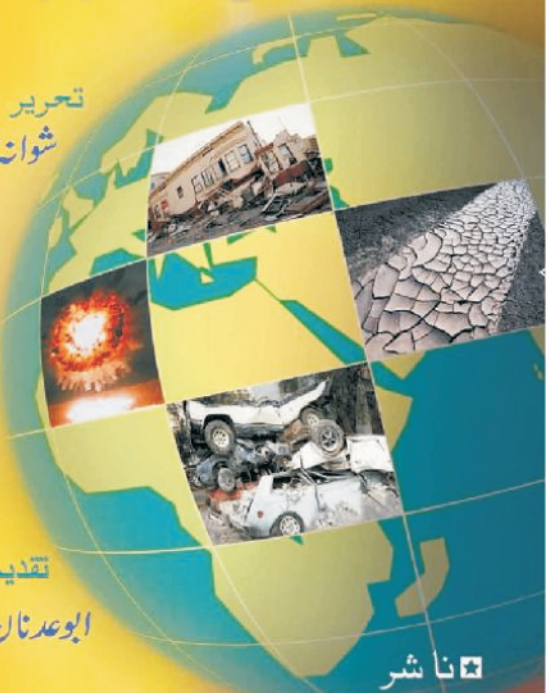
تحریر
شوانہ عبدالعزیز

مترجم
شاہد ستار

تقدیم و تہذیب
ابوعدنان محمد منیر قمر

ناشر

توحید پبلیکیشنز بنگلور



دنیوی مصائب و مشکلات

حقیقت، اسباب، ثمرات

تحریر

شوانہ عبدالعزیز

مترجم

شاہد ستار

تقدیم و تہذیب و اضافہ

ابوعدنان محمد منیر قمر

ناشر

توحید پبلیکیشنز۔ بنگلور

دنیوی مصائب و مشکلات ☆ حقیقت، اسباب، ثمرات

نام کتاب

شوانہ عبدالعزیز

تالیف

شاہد ستار

مترجم

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

تقدیم و تہذیب و اضافہ

۱۴۲۳ھ ، ۲۰۰۲ء

طبع اول

توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا

ناشر

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶	اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمتوں کو حاصل کرنے کیلئے: صبر	12	۳	فہرست مضامین	1
۲۸	احتساب (امید اجر و ثواب)	13	۴	تقدیم	2
۲۹	استرجاع و دُعاء	14	۶	دنیوی مصائب و مشکلات	3
۳۱	شکوہ و شکایت	15	۸	دنیوی مصائب و مشکلات: ایک آزمائش و امتحان	4
۳۲	دنیوی مصائب کا دوسرا پہلو!	16	۸	اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر یقین کامل	5
۳۵	مصائب و مشکلات میں: صرف اللہ ہی کو پکارتا	17	۱۲	تمہیں تمہاری استطاعت کے مطابق آزما یا جائے گا	6
۴۲	آزمائش و سزا میں فرق و امتیاز!!	18	۱۵	ہونی ہو کر رہے گی	7
۴۴	ہر وقت یاد رکھو!!!	19	۱۸	مصیبتیں: رحمت کی ایک قسم	8
۴۴	دنیا میں عیش و تنگ دستی پر ایک نظر	20	۲۲	مصائب و مشکلات کی تمنا نہ کرنا	9
۴۶	فہرست مصادر و مآخذ	21	۲۴	اگر اللہ آسانیاں عطا کرے۔	10
۴۷	فہرست مطبوعات و تحفہ پبلیکیشنز	22	۲۵	رحمت یا رحمت؟	11

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مِنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضِلَّ فَلَا
هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ؛

أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: وبعد:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائشوں کی بھٹی میں جھونک کر انکے جوہر اور سونے کو کنڈن بنا دیتا ہے۔ انکے گناہ مٹاتا اور انہیں پاک کرتا رہتا ہے۔ لہذا مومن کو مصائب و مشکلات میں گھبرانے اور وادلا کرنے کی بجائے صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے، اللہ پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیے اور اپنے گناہوں کے کفارے کی توقع رکھنا چاہیے۔ جان و مال، اولاد و کھیتی اور فقر و خوف میں مبتلا کر کے مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کو آزمانا سنتِ الہی ہے، جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت: ۱۵۵ اور سورۃ الانبیاء کی آیت: ۳۵ شاہد ہیں، البتہ اگر یہی مصائب و مشکلات آزمائش نہیں بلکہ گناہوں کے نتیجے میں ہوں تو بندہ فوراً اللہ کی طرف رجوع کر لے۔ جبکہ جرائم پیشہ مسلمانوں اور غیر مسلم لوگوں پر ٹوٹنے والے مصائب و مشکلات اسی دنیا میں انکے لئے جزائے عاجل اور فوری سزا ہوتی ہیں اور آخرت میں انکا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

زیر نظر رسالہ (دنیوی مصائب و مشکلات - حقیقت، اسباب، ثمرات) انٹرنیٹ سے لئے گئے ایک مقالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ مقالہ نگار محترمہ شوانہ عبدالعزیز نے دورِ حاضر میں مسلمانوں کو پیش آنے والے مصائب و مشکلات کے تناظر میں قلم اٹھایا ہے۔ اور اس موضوع کو وقت کی ایک اہم ضرورت سمجھتے ہوئے ہمارے دوست جناب شاہد ستار صاحب (یوسف بن احمد کانو، الدمام) نے آپ کیلئے اسے اردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

فَجَزَا هُمَا اللّٰهُ خَيْرًا.

اصل مقالہ انگلش میں تھا اور اسمیں قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کے صرف ترجمہ پر ہی اکتفاء کیا گیا تھا، جبکہ اس اردو ایڈیشن میں ہم نے آیات و احادیث کی نصوص بھی ذکر کر دی ہیں، جس سے اسکی افادیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

اس رسالہ کی طباعت و اشاعت میں جن احباب نے، جس بھی رنگ میں شرکت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے قارئین کرام کیلئے باعثِ استفادہ بنائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

الخبر، سعودی عرب

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر و داعیہ متعاون

۲۷ محرم ۱۴۲۳ھ

مراکز دعوت و ارشاد، الدمام، الخبر، الظہر ان

۱۰ اپریل ۲۰۰۲ء

(سعودی عرب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیوی مصائب و مشکلات

حقیقت، اسباب، ثمرات



دنیوی مشکلات زندگی کا ناگزیر حصہ اور اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔

ان کا سلسلہ معمولی مسائل سے لے کر جان لیوا بیماریوں اور عزیزوں کی جدائی (موت) تک ہے۔ اور ان مشکلات میں بھی مومن کی بھلائی موجود ہے۔!!

کافروں کی نظر میں مصائب صرف ایک غیر آرام دہ شے ہیں۔ مگر مومن کے لئے آزمائش اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا موقع ہیں۔ اگر مومن حادثات کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرے تو اللہ جو بے انتہا مہربان ہے، اس کو بے حساب اجر عطا کرے گا، اس کے گناہوں کو دھو دے گا اور اس کے مقام کو جنت میں بلند کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْثَّمَرَاتِ وَبَشِيرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ
قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ
وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝﴾ (سورة البقره: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

”اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے،

بھوک سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری

دے دیں۔ جنہیں، جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“
اس کے برعکس کافروں کے لئے واقعی گھاٹا ہے، کیونکہ مصیبتوں میں ان کا صبر کرنا ان کے لئے نہ کوئی اس دنیا میں نوازشیں لائے گا اور نہ ہی آخرت کی بھلائی۔
ارشادِ الہی ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ، اِنْ تَكُونُوا تَاٰمِنًا لِّمَوْنٍ فَاِنَّهُمْ يَأْتُمُوْنَ كَمَا تَأْتُمُوْنَ، وَتَرْتَجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

(سورۃ النساء: ۱۰۴)

”ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ نہ رہو! اگر تمہیں بے آرامی (تکلیف) ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو، جو امیدیں انہیں نہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔“

پس مناسب طرزِ عمل اور صحیح رویہ مصائب و مشکلات کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بنا سکتا ہے!



دنیوی مصائب و مشکلات: ایک آزمائش و امتحان

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا مصیبتوں اور آزمائشوں سے امتحان لیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان

الہی ہے:

﴿وَنَبَلُّوْكُمْ بِالْشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۳۵)

”ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی و بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں

اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

جو کوئی اس امتحان میں کامیاب ہوگا، جنت اس کا انعام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَّلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَهِدُوْا

(سورۃ آل عمران: ۱۴۲)

مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

”کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ اب تک اللہ تعالیٰ

نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے

والے کون ہیں۔؟“

اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر یقین کامل

یہ تو مسلمان کے ایمان کا جُز اور حصہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھے کہ ہر چیز جو اللہ تعالیٰ اپنے

بندے کے لئے منتخب کرتا ہے؛ برائی یا بھلائی، خوشی یا غم، سب بندے کے فائدے کے لئے ہی

ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ لَا يَقْضِي اللَّهُ لَهُ، شَيْئًا إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ،

(مسند احمد و ابو یعلی) وَلَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ)) ۱

”مؤمن کا معاملہ بھی تعجب انگیز ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرماتا، مگر اسکی بھلائی کیلئے؛ اور یہ اعزاز سوائے مؤمن کے کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔“

اس حکمتِ الہی کو پوری طرح سمجھنا کہ ان ساری مصیبتوں کے پیچھے کیا راز ہے؟ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے، کیونکہ ہمارا علم فقط ظاہری معاملات کی حد تک محدود ہے۔ صرف اللہ ہی کو علم ہے کہ آخر میں حالات کیسے بدلیں گے؟ اور بندے کو اس سے کیسے فائدہ پہنچے گا؟ پس، مصیبتیں جو بظاہر بری لگتی ہیں، ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر بہت فائدہ مند ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا

وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (سورة البقرہ: ۲۱۶)

”ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔“

اوپر بیان کی گئی آیت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کا صاف حکم دے رہی

۱۔ مسلم ۴/۲۲۹۵، حدیث: ۲۹۹۹، مسند احمد ۴/۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۳، ۱۵/۶، ۱۶، دارمی، ابو یعلیٰ،

الصحيحه ۱/۲۲۸، حدیث: ۱۴۷، ۱۴۸، صحيح الجامع ۲/۲۳۷، حدیث: ۳۹۸۰

ہے۔ اللہ سمجھا رہا ہے کہ، لوگ اگرچہ قربانیوں کو ناپسند کرتے ہیں، لیکن جہاد تو مسلمانوں کی بھلائی کے لئے ہے۔ اگر لوگ جہاد نہ کریں گے تو دین کے دشمن مسلمانوں کو انکے مذہبی اور دنیوی معاملات میں نقصان پہنچانے میں ان پر بھاری ہو جائیں گے۔ پس ”حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔“

اس لئے مسلمان ہر وقت اللہ سے اچھی امید رکھے اور زندگی کے ہر معاملہ میں اسکے فیصلے اور حکم پر بھروسہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر مومنوں نے اُسی پر کامل یقین رکھا تو اللہ ان کے لئے کافی ہے، جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ، إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ﴾ (سورۃ الطلاق: ۳)

”اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا، اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام

پورا کر کے ہی رہے گا۔“

قرآن کریم ہمارے لئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ پر مضبوط یقین کی مثال پیش کر رہا ہے۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد بہت خوبصورت تھی۔ جب انہوں نے اپنی اولاد کو مصر کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے ان کو نصیحت فرمائی اور کہا کہ ہر کوئی الگ الگ دروازے سے مصر (شہر) میں داخل ہو، کیونکہ ان کو (اولاد کے لئے) نظرِ بد کا خوف تھا۔

﴿وَقَالَ يَبْنَى لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَاذْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ

مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ (سورہ یوسف: ۶۷)

”اور (یعقوب علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے

نہ جانا، بلکہ کئی جدا جدا دروازوں میں سے داخل ہونا۔ میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ میرا کامل بھروسہ اُسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“
یعنی میری احتیاط اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم کو نہیں روک سکتی، مگر میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں کہ جس چیز کو وہ پسند کرے وہی بہتر ہے۔

نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے کہ مؤمن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حکم یا فیصلے پر راضی رہنا چاہیے، جب وہ اسے زندگی میں کوئی آسانی اور خوشی عطا کرے تو وہ اُس سے خوش ہو اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرے۔ اسی طرح جب اس کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو صبر کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ

فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) ۲

”جب مؤمن کو زندگی میں آسانی دی جائے تو وہ شکر یہ ادا کرتا ہے، اور یہی اس کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر اسے کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے، اور یہی اس کے لئے بہتر ہے۔“

۲ صحیح بخاری و مسلم، حدیث نمبر: ۲۹۹۹، بحوالہ مختصر تفسیر ابن کثیر لرفاعی ۴/۲۵۰ نیز دیکھیے

تخریج حدیث نمبر، کیونکہ یہ اسی حدیث کا آخری حصہ ہے۔



تمہیں تمہاری استطاعت کے مطابق آزمایا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے حق میں اتنی ہی مصیبتیں اور مشکلات لکھی ہیں، جتنی اس کی استطاعت اور ایمانی قوت ہے۔ یہ نا انصافی ہوتی اگر ہر کسی کو ایک ہی جیسی مصیبت سے آزمایا جاتا اور نا کامیابی پر اسی طرح سزا دی جاتی، کیونکہ کچھ لوگ دوسروں کی نسبت زیادہ صبر کی استطاعت رکھتے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا انصاف اور اپنی مخلوق پر مہربانی، شفقت اور رحم دلی ہے، جس کی بدولت وہ اپنے بندوں کو انکی استطاعت کے مطابق آزماتا ہے اور اسی کے مطابق ان کی نافرمانی کے بدلے میں انھیں سزا بھی دیتا ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا

مَا كَسَبَتْ﴾

(سورة البقرہ: ۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی

وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے اس کا وبال بھی اس پر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے اس انصاف پسندانہ قانون کے تحت، علماء کرام نے صبر کو فرض قرار دیا

ہے۔ اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ حادثات آدمی کو اُس کی استطاعت کے مطابق ہی متاثر

کرتے ہیں، تب تو اس شخص میں ضرور ہی استطاعت ہوگی جس سے کہ وہ سختیوں کو برداشت کر

سکے اور صبر کرنے والا بن جائے۔ اس کے بعد اُس پر حرام ہے کہ وہ بے صبری کا مظاہرہ کرے، یا انتہائی جوش و غصہ کا مظاہرہ کرے، یا ایسی کوئی حرکت کرے یا بات کہے جس سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ناپسندیدگی ظاہر ہو رہی ہو، جیسا کہ لمبی دردناک چیخ، کپڑوں کا پھاڑنا، گال پیٹنا وغیرہ۔ جزا کے دن بندے سے اس کی ہر اُس حرکت پر پوچھ گچھ ہوگی جس سے منع کیا گیا تھا اور اس سے بچنے کی بندے میں استطاعت تھی۔ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے حدیث روایت کی ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الصَّالِحَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَةِ)) ۳

”نبی ﷺ بین کرنے والی، سر منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے

والی عورت سے بری ہیں۔“

ہر اس طرح کے عمل کو علماء کرام نے بالاجماع حرام قرار دیا ہے۔ (یعنی کسی مصیبت کے وقت یا کسی عزیز کی موت پر اس طرح کی حرکت کرنے والوں سے نبی ﷺ نے براءت کا اظہار کیا ہے۔ مترجم) پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی حرکات پر سزا نہیں دیتا جو اسکے اختیار میں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر کسی کو اپنے آنسوؤں اور اپنے دل کے جذبات پر قابو نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنے کسی عزیز کے چلے جانے سے یا کسی چیز کے کھوجانے سے، جس سے وہ محبت کرتا ہو، بہت زیادہ غمگین اور دکھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے آنسوؤں اور دل کے دکھوں کو صحیح طریقہ سے ظاہر کرنے پر انہیں سزا نہیں دیتا۔ مگر بندے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ دماغ سے گزرنے والی ہر برائی کو ناپسند کرے اور زبان کو ایسی ہر بات کہنے سے روک رکھے، جس سے

۳ بخاری ۱۳۲۳، تعلیقاً، مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۴۰، ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۱۳۰، نسائی ۴۰۴

اللہ تعالیٰ کے حکم پر ناراضگی ظاہر ہو۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جو کہ بیمار تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر روئیے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو روتے دیکھ کر رونے لگے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ،
وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَوْ يَرْحَمُ، وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ))

”سنو! اللہ نہیں سزا دیتا آنکھوں سے جاری ہونے والے آنسوؤں یا دل پر

گزرنے والے دکھوں پر، مگر وہ سزا دیتا ہے اس کی وجہ سے (اور آپ ﷺ

نے اپنی زبان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا) اور اسی کی وجہ سے رحم کرتا ہے۔“

جب اللہ کے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے

تھے، آپ ﷺ ان کے قریب گئے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: ”کیا آپ بھی اے اللہ کے نبی

ﷺ! (رورہے ہیں)“ نبی ﷺ نے جواب دیا: ((يَا ابْنَ عَوْفِ! إِنَّهَا رَحْمَةٌ)) ”اے

ابن عوف رضی اللہ عنہ! یہ رحمت ہے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضَى

رَبَّنَا، وَأَنَا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ)) ۵

۴ صحیح بخاری ۳/۱۴۰-۱۴۱، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۹۲۴

۵ صحیح بخاری ۳/۱۳۹-۱۴۰، صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۳۱۵، ابوداؤد، حدیث: ۳۱۲۶

”آنکھیں روتی ہیں اور دل دکھی ہو جاتا ہے اور ہم کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے کہ جو ہمارے رب کو خوش کرے۔ اے ابراہیم! تمہاری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔“

ہونی ہو کر رہے گی

اس زمین پر کچھ بھی نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ جو لوح محفوظ (پریزروڈ ٹیبلٹ) میں درج کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کے متعلق جو کہ مخلوق کے بارے میں ہے لوح محفوظ میں درج کر رکھا ہے۔ ذریعہ معاش، رزق، عمر، اعمال وغیرہ؛ یہ سب مخلوق کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل ہی درج کر دیا گیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ)) ۱

”اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کی قسمت کی مقدار زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل سے لکھ رکھی ہے۔“

اسی طرح ہر حادثہ جس سے بندہ دوچار ہوتا ہے، اس کو بھی اللہ نے پہلے ہی مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ

مِنْ قَبْلِ أَنْ نُبْرَأَهَا، إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (سورة الحديد: ۲۲-۲۳)

”نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے

۱ صحیح مسلم ۴/۲۰۴، حدیث: ۲۶۵۳

پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں، وہ ایک خاص کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے، یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے (اس سورۃ الحدید کی اگلی آیت میں) مقدر میں پہلے سے لکھے جانے کی وجہ یوں بیان فرمائی کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آپہنچے تو وہ مایوس نہ ہو جائے اور نہ ہی کسی چیز کے حاصل کر لینے پر فخر اور غرور کرنے لگے، کیونکہ مصیبت کبھی بھی آن پڑتی ہے اور وہ پہلے سے ہی اس کے لئے متعین ہے اور تمام رحمتیں صرف اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ پس جو کوئی چیز، مشکل یا خیر میں سے اسے پہنچے وہ اُس سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو کوئی چیز اس سے ٹل جائے وہ اس تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔ یہ عقیدہ، ایمان کا ایک اہم حصہ ہے۔ نبی ﷺ سے پوچھا گیا:

((مَا الْإِيمَانُ؟))

”ایمان کیا ہے؟“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ

وَتُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)) ۷

”ایمان؛ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں،

آخرت (اور اچھی و بُری تقدیر) کو ماننے کا نام ہے۔“

اس کے ساتھ ہی بندے کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے بچے کہ اگر میں یہ کرتا تو اس کا

انجام ایسا ہوتا یا میں اس حادثہ سے بچ جاتا وغیرہ۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

۷ مختصر صحیح بخاری للزبیدی مع الغلش ترجمہ صفحہ ۷۵، حدیث: ۴۷، صحیح مسلم ۳۰۸

۸ صحیح مسلم، ۵۶۱۸، حدیث: ۶۴۴۱

((وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا كَانَ كَذَا وَكَذَا

وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ «لَوْ» تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ)) ۵

”اور کوئی چیز (مصیبت کی شکل میں) تمہارے پاس آجائے، تو یہ مت کہو کہ، اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ، بلکہ یہ کہو: اللہ نے وہی کیا جو ہونا تھا۔ اور تمہارا ”اگر“ شیطان کے لئے دروازے کھولتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کے دلوں کو صحیح راہ دکھلائے گا اور انہیں سکون عطاء کرے گا بشرطیکہ وہ قیاس آرائیوں سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ

قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (سورة التغابن: ۱۱)

”کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی، جو اللہ پر ایمان لائے،

اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”اللہ کا بندے کے دل کو راہ دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کے دل کو یقین عطا کر دیتا ہے۔“

اس سے بندے کو یہ علم ہو جائے گا کہ جو مصیبت اُس تک پہنچ گئی وہ اس سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو مصیبت بندے سے ٹل گئی وہ اس تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔ ۹

امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”کسی مصیبت سے دوچار ہونے کے بعد اگر بندہ یہ ایمان رکھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان سے ہوا ہے، اور وہ صبر کرتے ہوئے اسے

سہ لے اور اللہ تعالیٰ سے جزا کی امید رکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کی راہنمائی کریگا اور اس زندگی میں کھوئی ہوئی چیز کے عوض میں اُس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور اور اس کے ایمان کو تقویت دے گا۔ اور جو کچھ بندے نے کھویا، اس کی تلافی بھی اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے کم از کم اسکے برابر یا اس سے بھی کوئی اچھی چیز عطا کر دیتا ہے۔

مصیبتیں: رحمت کی ایک قسم

مصیبتیں مومنوں کے لئے سختیوں کے علاوہ بہت کچھ فائدے بھی لاتی ہیں:

✽ سختیاں مومن کو صبر کرنا سکھاتی ہیں اور اللہ صابریں کو بے حساب انعامات دیتا ہے۔

✽ تکالیف گناہ گار بندے کو اس زندگی کی سب سے بڑی مصیبت کی یاد دلاتا ہے، جیسے موت، جو اسکو کبھی بھی آسکتی ہے۔ یہ اس کو سخت سزاؤں کی یاد دلاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتیجے میں آسکتی ہیں۔ جب کوئی انحراف کر جائے تو وہ شاذ و نادر ہی کسی چیز کی طرف توجہ کرتا ہے، مگر جب کوئی بڑی مصیبت اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے تو وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اور اسکے سخت ترین عذاب کی یاد دلاتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَنذِيقَنَّهِنَّ مِنَ الْعَذَابِ الْأَذْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ

(سورة السجده: ۲۱)

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

”بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب، اس بڑے

عذاب کے سوا چکھائیں گے، تاکہ وہ لوٹ آئیں۔“

اسی طرح مصیبتیں، اپنے گناہوں اور ان سے پیدا ہونے والے ہیبت ناک انجام پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں، وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرے گا اور توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف لوٹے گا۔ یوں، دنیوی مشکلات گناہگار کے لئے رحمت کا کام کرتی ہیں۔

❁ مؤمن کے اذیتیں سہنے سے اس کے گناہوں کا بوجھ کم ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کے سخت ترین اور ناقابل برداشت عذاب سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ، وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ
حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) ۱۰

”مصیبتوں کا نزول مؤمن مرد و عورت کے جان و مال اور عیال پر اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر اپنے اللہ سے مل جائیں۔“

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أذى
وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكَةُ يَشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) ۱۱
”کسی مسلمان کو جب کوئی تھکاوٹ، تکلیف و بیماری، پریشانی و غم، دکھ درد اور کوئی اذیت پہنچتی ہے، حتیٰ کہ جب کوئی کاٹا بھی چبتا ہے تو اللہ اسے بدلے اسکے

۱۰ ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم، ابویعلیٰ، بزار۔ الصحیحۃ ۳۴۹/۵، حدیث: ۲۲۸۰

۱۱ صحیح بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ بتحقیق الالبانی ۴۸۶/۱، حدیث: ۱۵۳۷

گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

اس دنیا کی مصیبتیں (یا اذیتیں) جھیلنا آخرت کے سخت عذاب کے مقابلے میں بہت ہی کم اور غیر اہم ہے۔ مزید برآں جب انسان مرجاتا ہے تو اس دنیا کی اذیتیں ختم ہو جاتی ہیں، مگر آخرت کی سزا دائمی ہے!!! تاہم اللہ تعالیٰ جو انتہائی مہربان ہے، بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾

(سورۃ الشوری: ۳۰)

”تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ

ہیں، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمالتا ہے۔“

اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہماری ہر برائی اور بد عملی پر سزا دیتا، تو ہر چیز جو اس زمین پر ہے وہ ساری کی ساری برباد کر دی جاتی۔ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ

وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى، فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

بِعِبَادِهِ بَصِيرًا﴾

(سورۃ فاطر: ۴۵)

”اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے لگتا تو روئے

زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت دے

رہا ہے، سو جب ان کو وہ میعاد آ پہنچے گی، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔“

یہ تو اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانی ہے کہ وہ ہمیں ہمارے بہت سارے برے اعمال بخش دیتا ہے اور

اُس نے زندگی کی معمولی مصیبتوں کو آخرت کے سخت اور شدید عذاب کے بدلے میں کفارہ بنا

رکھا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا

أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمَسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ۱۲

”جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا چاہے تو اس زندگی میں ہی اُس کو سزا دے دیتا ہے اور جب وہ اپنے بندے سے انتقام لینا چاہے تو وہ اُس کے گناہوں پر اُس کی گرفت نہیں کرتا ہے اور ان کا فیصلہ حساب کے دن کرتا ہے۔“

✽ مصیبتیں مومن میں اطاعت و انکساری پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب مومن بیمار ہو جاتا ہے، وہ اپنی کمزوری اور اللہ کی طرف اپنی ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور اس سے اپنی صحت کی دعاء کرتا ہے اور جب اللہ اسے صحت عطا کرتا ہے، تو وہ اُس کیلئے آسانی پیدا کرنے پر اللہ کا شکر یہ ادا کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ زیادہ سے زیادہ اس کی عبادت گزاری کرنے لگتا ہے۔ اگر وہ ہمیشہ کیلئے صحت مند رہتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ مغرور ہو جاتا۔ اسی طرح اگر وہ ہمیشہ بیمار رہتا تو ہو سکتا تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا موقعہ ہی نہ ملتا اور نہ ہی وہ اس کا شکر گزار بنتا۔

یہ اور دنیوی مشکلات و مصائب کے باعث ملنے والی دوسری بہت ساری بھلائیاں سب مل کر مومن کیلئے اللہ کی بے حساب رحمتیں بن جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دنیوی مصائب و مشکلات مومن میں روحانی ترقی کے لئے بھی ضروری ہیں، کیونکہ یہ اس کو گناہوں سے پاک کرتی ہیں، پر خلوص طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مدد کرتی ہیں، اور اسے دین کو قائم

۱۲ ترمذی، حاکم، طبرانی، شعب الایمان، ابن عدی، صحیح الجامع ۱۱۸/۱، حدیث: ۳۰۸

کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر اور ان کے ماننے والے مصیبتوں پر بھی راضی رہتے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرتے ہیں:

((أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الصَّالِحُونَ، أَنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَبْتَلَىٰ

بِالْفَقْرِ حَتَّىٰ مَا يَجِدُ أَحَدُهُمُ إِلَّا الْعِبَاءَ الَّتِي يُجِوبُهَا، وَأَنْ كَانَ

أَحَدُهُمْ لَيَفْرُحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرُحُ أَحَدُكُمْ بِالرِّخَاءِ)) ۱۳

”سب سے زیادہ مصیبتیں پیغمبروں کو پہنچائی گئیں، پھر صالحین کو۔ واقعی ان

میں سے کسی کو غربت سے اتنا آزما گیا کہ وہ کچھ بھی نہ پہن سکے سوائے ایک گھر درے چُخے کے، اور وہ لوگ مصیبتوں کو جھیلنے میں اتنے ہی خوش رہتے تھے

جیسا کہ تم آرام پانے پر خوش رہتے ہو۔“

دنیوی مشکلات و مصائب کے باعث ملنے والی ان جیسی بہت ساری بھلائیاں کو جاننے سے مؤمن کو صبر و دلاسا ملتا ہے اور اسکے لئے اذیتیں جھیلنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

مصائب و مشکلات کی تمنا نہ کرنا

مناسب طریقہ سے دنیوی مصیبتوں کو برداشت کرنا اور اس کے بدلے میں بہت ساری بھلائیاں، نعمتیں اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پانے کی تمنا نہ کرنا ہے۔ لیکن دنیوی مصیبتیں جو کہ مؤمن کے لئے بہت ساری بھلائیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں اسکے

۱۳ ابن ماجہ، طبقات ابن سعد، مستدرک حاکم، الصحیحۃ للالبانی ۲۲۶/۱، حدیث: ۱۴۴

باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مصائب و مشکلات کی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اولاً: اسکی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اسکا بندہ کتنی سختی برداشت کر سکتا ہے اور اسی حساب سے اللہ نے ان کے لئے مصیبتیں متعین کر رکھی ہیں۔ اور اگر کسی نے زیادہ تکالیف مانگ لیں تو وہ ضرور ہی ناشکری اور ناامیدی میں گھر سکتا ہے! مزید براں یہ کسی کیلئے بھی ممکن نہیں کہ وہ اپنے گناہوں کی سزا اس زندگی میں جھیلے یا برداشت کر سکے۔ بلکہ، مؤمن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رحیم و کریم ہونے کا فائدہ اٹھا کر اُس سے معافی مانگے اور اپنے ایمان کی حفاظت کی دعاء کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

(أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ خَفَّتْ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ كُنْتَ تَدْعُو بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ، يَا هُو؟» قَالَ: نَعَمْ. كُنْتُ أَقُولُ: اللَّهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ، فَعَجِلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تَطِيقُهُ، أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ، أَفَلَا قُلْتَ: اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ»، قَالَ: فَدَعَا اللَّهَ لَهُ: فَشَفَاهُ) ۱۴

”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک ایسے مسلمان شخص کی زیارت کی جو اتنا کمزور اور دبلا پتلا تھا جیسا کہ مرغی کا چوزہ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے خاص دعاء کی یا پھر اللہ سے ایسا کچھ مانگا تا کہ تم اس طرح ہو جاؤ؟ اُس شخص

نے جواب دیا: ہاں! میں اس طرح کہتا ہوں: ”اے اللہ جو بھی سزا آخرت میں میرے لئے ہے، وہ اسی دنیا میں مجھے دے دے۔“ اس کے جواب میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ہے! تم اُس کی سزا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ بہتر تھا کہ تم اس کی بجائے یوں کہتے: ”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔“

”اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اُس کے تندرست ہونے کی دعاء مانگی اور اللہ نے اسے تندرست کر دیا۔“

ثانیاً: مصیبتوں کی تمنا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی آسانیوں اور درگزار یوں کی صفت سے ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے کہ ہم اپنی صحتیابی اور درگزاری کیلئے دعاء کیا کریں۔ اللہ جو بلند و بالا ہے، اس نے قرآن میں یہ دعاء سکھلائی ہے:

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ، عَلَي الدِّينِ مِنْ قَبْلِنَا﴾

(سورۃ البقرہ: ۲۸۶)

”اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔“

اگر اللہ آسانیاں عطاء کرے۔۔۔۔۔

مؤمن کو چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ اُس کو آسانی عطاء کرتا ہے تو وہ اُس کا شکر ادا کرے، اور کم از کم یہ ہرگز نہ سمجھے کہ یہ سب اس کے تقویٰ اور سچائی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ صرف دنیوی مصائب و مشکلات ہی آزمائش نہیں بلکہ فراغت، دولت اور خوش حالی بھی آزمائشوں کا

حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَبَلُّوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (سورة الانبياء: ۳۵)

”ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی و بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔“

مطلب یہ ہے کہ ہم تمہارا امتحان لیں گے، کچھ تکالیف سے اور کچھ آسانیوں سے، تاکہ دیکھیں کہ کون شکر گزار ہے اور کون ناشکر ہے، کون صبر کرنے والا نکلتا ہے اور کون مایوسیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تمہارا امتحان لے گا، خیر، شر، مشکلات، کشائش، تنگی دستی، صحت، بیماری، دولت، مفلسی، حلال و حرام، نیکیوں، گناہ اور ہدایت و گمراہی سے۔ ۱۵

رحمت یا زحمت؟

جہاں مصیبتوں کے وقت صبر اور اطاعت مؤمن کے لئے نعمتیں اور رحمتیں لاتے ہیں، وہیں نافرمانی اور بے صبری پر بندے کو اللہ کا قہر، غضب اور سزا اٹھانا پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ عَظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)) ۱۶

”اگر کسی مقدار مصیبت کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ جب اللہ کچھ لوگوں

۱۵۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ۳/۱۵۶

۱۶۔ ترمذی وابن ماجہ، الصحیحۃ للالبانی ۱/۲۷۷، حدیث: ۱۴۶

سے محبت کرتا ہے، تو وہ انہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتا ہے، جو کوئی اللہ کے لکھے پر صبر کرتا ہے تو وہ اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ اور جو اللہ کے لکھے پر ناخوش ہوتا ہے تو وہ اللہ کے غضب و غصے کا شکار ہو جاتا ہے۔“

تکالیف میں بندے کا سیدھا سادہ رویہ اور صحیح برتاؤ، دکھ میں بھی خوشی حاصل کرنے کے مواقع پیدا کر دیتا ہے اور غموں کو نیکیوں اور اجر میں بدل دیتا ہے!

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمتوں کو حاصل کرنے کیلئے

صبر

”صبر“ عربی لفظ ہے اور اسکا لغوی معنی ہے، واویلا کرنے سے پرہیز کرنا، باز رہنا، بچنا اور رکنا (مختار الصحاح رازی وغیرہ)۔ اور اسلامی اصطلاح میں ”صبر“ کا معنی ہے: اپنے آپ کو ناامیدی اور مایوسی سے روکنا، زبانوں کو شکایت کرنے، ہاتھوں کو گالوں پر مارنے اور کپڑوں کو پھاڑنے سے روکنا جبکہ سخت غم اور دباؤ میں ہوں۔ اور جو لوگ ’صبر‘ کرنے کی خوبی رکھتے ہیں وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی رحمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے مروی ہے:

((مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) ۱۷

”کسی کو بھی صبر سے بہتر اور زیادہ ساتھ دینے والی کوئی بھی چیز نہیں دی گئی۔“

اللہ بلند و بالا نے صبر کرنے والوں سے اتنے اجر کا وعدہ کیا ہے جس کو نہ تولا جاسکتا ہے اور نہ ہی

۱۷ صحیح بخاری و مسلم بحوالہ صحیح الترغیب والترہیب للالبانی ۳۲۷/۳

ناپا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤَقِّبُ الصَّبْرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (سورة الزمر: ۱۰)

”صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا (بے شمار) اجر دیا جاتا ہے۔“

وہ حقیقی صبر جس پر اللہ تعالیٰ نے بغیر حساب کے اجر دینے کا وعدہ کیا ہے، وہ ہے جو مصیبتوں کے شروع ہوتے وقت کیا جائے کہ مصیبت آتے وقت اس کی خبر سنتا ہے اور دل کے غمگین ہونے کے باوجود، نہ وہ ناامید ہوتا ہے اور نہ خوف میں مبتلا ہوتا ہے، بلکہ وہ صبر اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ پہلے جھٹکے کے بعد والا صبر جبکہ غم میں کمی آچکی ہو وہ حقیقی صبر نہیں ہے، کیونکہ صبر کی حقیقی آزمائش تب ہے جب آدمی مصیبت سے رنجیدہ ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) ۱۸

”واقعی صبر صرف وہ ہے جو صدمہ کے آغاز پر کیا جائے۔“

ہر شخص کو چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے بھی صبر کا مظاہرہ کرنا ہی پڑتا ہے! سمجھدار شخص وہ ہے جو چاہتے ہوئے صبر کو اختیار کرے اور وہ بھی شروع ہی سے۔ کیونکہ صبر کے فائدوں کو وہ سمجھتا ہے۔ اُس کو اس کا بھی علم ہے کہ صبر کرنے پر اسے جزا ملے گی اور بے صبری میں مبتلا ہوگا تو نکتا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہوگا۔ وہ اس بات سے بھی واقف ہے کہ بے صبر شخص غمگین ہونے سے نہ کھویا ہوا موقعہ واپس لاسکتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو بدل سکتا ہے۔ اس کے برعکس بے

۱۸ صحیح بخاری و مسلم، سنن اربعہ، مسند احمد، صحیح الجامع ۳۴۱/۱، حدیث: ۱۶۶۱، ۲۰۱۷/۷

وقوف آدمی وہ ہے جو صرف تب صبر اختیار کرتا ہے، جب اسکے پاس غمگینی اور شکایتوں کے بعد کوئی دوسرا راستہ باقی نہ بچا ہو، اور یہ صبر اسے کوئی اجر نہیں دلا سکتا۔



احساب (امید اجر و ثواب)

دکھ اور پریشانی کا خیال کئے بغیر، ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے اجر اور معافی کی امید کے منتظر رہنے کو ”احساب“ کہتے ہیں۔ احساب کا اجر صرف جنت ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِذَا بُتِلِثَ عَبْدِي بِحَبِيبَتِهِ فَصَبَرَ،

عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنِيَه)) ۱۹

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: میں جب اپنے کسی بندے کی دونوں آنکھیں چھین لیتا ہوں اور وہ صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو میں اسے ان کے معاوضے میں جنت عطا کرتا ہوں۔

ہم فرعون کی بیوی آسیہ کی مثال لے لیتے ہیں۔ انہیں ان کے شوہر نے جو کہ ایک بادشاہ تھا، سختی سے اذیتیں دیں، کیونکہ آسیہ نے اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا تھا۔ سخت دکھ میں ہونے کے باوجود، آسیہ اپنے ایمان پر قائم رہیں، بہت زیادہ صبر اور احساب کا مظاہرہ کیا، اللہ سے دعا کی اور جنت میں ایک گھر مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے واقعہ کو قرآن میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ

لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

۱۹ صحیح بخاری و ترمذی بحوالہ الترغیب والترہیب ۳/۳۴۵

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۱﴾

(سورة التحريم: ۱۱)

”اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، جبکہ اس نے دعاء کی کہ اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔“

جب انہوں نے یہ دعاء کی تو آسمان کے دروازے اُن کے لئے کھل گئے، اور انہوں نے جنت میں اپنا گھر دیکھا۔ اور وہ مسکرائیں۔ فرعون نے حکم دیا کہ ایک بہت بڑا پتھر لایا جائے اور آسیہ کو پچل کر مار دیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پتھر گرنے سے پہلے انکی روح قبض کر لی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آسیہ کو انکے صبر و احتساب پر دونیکیاں عطا کیں؛ جنت میں گھر اور فرعون کے فریبی منصوبوں سے حفاظت۔ اور وہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ایک مثال بن گئیں۔ (طبرانی)

استرجاع و دعاء

اللہ تعالیٰ کی ربانیت کا اظہار کرنا اور اُس کے حکم کی فرما برداری کا اپنے الفاظ سے

اظہار کرنا، جیسے یہ کہنا:

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ﴾

(سورة البقرہ: ۱۵۶)

”ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ

وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمْرَاتِ وَبَشِيرِ الصَّبْرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَعَدُونَ ﴿﴾

(سورۃ البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷)

”اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جنہیں، جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

((مَأْمَنُ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ:))

”جب کبھی مومن پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ کہتا ہے:

((إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ اجْرِنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا))

”ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میری مصیبتوں پر مجھے اجر عطا کر، اور میرے لئے اسکو اس چیز سے بدل دے جو اس سے بہتر ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور اجر عطا کرتا ہے اور اسے اسکا نعم البدل (پہلے سے بہتر

چیز) دے دیتا ہے۔

۲۰ صحیح مسلم و مسند احمد، تفسیر ابن کثیر ۱۷۴

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا:

((فَلَمَّا تُوَفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْلَفَ

اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)) ۲۰

جب ابوسلمہ (میرے شوہر) انتقال کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی ﷺ کی بتائی ہوئی یہ دعاء پڑھنے کی توفیق دی اور اللہ نے ابوسلمہ کے بدلے میں مجھے نبی کریم ﷺ دے دیئے۔



شکوہ و شکایت

شکوہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم ہے، اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کرنا اور یہ صبر کے منافی نہیں ہے۔ اس

طرح کے شکوہ کی بہت ساری مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک

حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ کا شکوہ ہے، جس میں انہوں نے کہا تھا:

﴿قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَيْنِي وَحُزْبِي إِلَى اللَّهِ﴾ (سورہ یوسف: ۸۶)

”میں تو اپنی پریشانی اور رنج کی شکایت و فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔“

(۲) شکوہ و شکایت کی دوسری قسم وہ ہے جو انسانوں سے کی جاتی ہے۔ کبھی اچھے

الفاظ میں اور کبھی تیڑھے طریقوں سے، جس طرح کہ ہم دیکھتے، اور لوگ مختلف حرکتیں کرتے

ہیں۔ جیسے کپڑوں کا پھاڑنا، سر کا موٹڈنا، ناراضگی کا اظہار کرنا، وغیرہ۔ یہ سب صرف اپنا دکھ اور غم

ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ اس طرح کا شکوہ صبر کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ ماننے

کی علامت ہے اور اُس پر بھروسے کی کمی کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اپنی پریشانی یا مصیبت کسی خاص آدمی جیسے قریبی دوستوں وغیرہ کے سامنے بیان کر سکتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے گئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بخار کو محسوس کیا۔ اور عرض کیا: آپ کو تو شدید بخار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَجَلْ! إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) ۲۱

”ہاں! میں بخار میں اتنا مبتلا ہوں جتنا تم میں سے کوئی دو آدمی مبتلا ہوتے ہیں۔“

دنیوی مصائب کا دوسرا پہلو!

سابقہ سطور سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دنیوی مصائب و مشکلات ایک امتحان ہیں، ان میں بندے کو چاہئے کہ وہ صبر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرے۔ اس کے علاوہ بعض مصیبتیں اور مشکلات ایسی بھی ہوتی ہیں جو مومن کے گناہوں اور بد عملیوں کے نتیجہ میں آتی ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے۔ اور بد عملیوں کو چھوڑنے کی تنبیہ ہے۔ تاکہ بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (سورۃ الشوریٰ: ۳۰)

”تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہیں۔“

یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ دنیوی مصائب و مشکلات کی اس نوعیت کو اچھی طرح

سمجھ لیا جائے اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ کیونکہ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ پر توجہ نہ دے تو قرآن شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھلی قوموں کو سخت ترین سزائیں دیں، جنہوں نے اللہ کی تنبیہ کو پس پشت ڈال کر حد سے تجاوز کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ ہی کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کافروں کو ایک ہولناک و خوفناک سیلاب سے سزا دی، اور حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں سزا کے طور پر ایک ہیبت ناک ہوائی طوفان بھیجنے کا فیصلہ کیا، حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں ایک تباہ کن زلزلے نے مغروروں کا سر جھکایا اور پھر موت کی نیند سلا دیا، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے الٹا کر دیا اور اُوپر جلی ہوئی کالی مٹی کے پتھروں کی بارش برسا دی۔ کچھلی قوموں کی یہ داستانیں اور دوسرے واقعات ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(سورۃ النور: ۶۳)

”سنو! جو لوگ حکم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے

کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

عذاب اور سزائیں کسی بھی شکل میں آسکتی ہیں۔ آج یہ ایسا لگتا ہے کہ نوع انسانی کو

اس وقت جو سب سے بڑی اور واقعی سزا مل رہی ہے، وہ ہے ایڈز (AIDS) کی بیماری۔ طب کی

تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ۱۹۸۰ء کے دہاکے میں ظاہر ہوئی اور یہ دنیا کی سب سے خطرناک

وجان لیوا بیماری ہے۔ ایڈز (AIDS) ایسی مہلک بیماری ہے کہ وہ جسم کی قوت مدافعت کو کمزور

کر دیتی ہے۔ اور اس کو ہر طرح کی وباؤں سے غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ جس کسی کو ایڈز

(AIDS) لگ جاتی ہے، وہ چند سالوں میں ہی فوت ہو جاتا ہے۔ ایڈز، غلط سسلط جنسی سرگرمیوں، ہم جنس پرستی اور منشیات کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ اور یہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں، جس نے جنسی تعلقات کو شادی کے پاک بندھن میں باندھ رکھا ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ایڈز (AIDS) صرف گناہ گار لوگوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پاکباز افراد میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ تو انہیں قرآن کریم کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو وہ صرف گنہگاروں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ سارے معاشرے کو متاثر کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنْقُوا فَتَنَةً لَا تُصِيبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً، وَأَعْلَمُوا

أَنَّ لِلَّهِ شَدِيدَ الْعِقَابِ﴾ (سورۃ الانفال: ۲۵)

”اور تم ایسے فتنہ و وبال سے بچو! کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ

اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“

وہ مصیبتیں اور آفتیں جو انسان کو متاثر کرتی ہیں۔ ایڈز انہی میں سے ایک بیماری ہے۔

آج ہم بہت ساری انوکھی بیماریوں، غیر متوقع طوفانوں، سیلابوں اور زلزلوں وغیرہ کے بارے میں بہت کچھ سنتے رہتے ہیں جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہو رہے ہیں۔

یہ سزائیں اور تنبیہات کفار کے ظلم کی شکل میں بھی آتی ہیں، جیسے کہ آج دنیا کے بہت سارے ممالک میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور وہ کفار کے جبر و استبداد کی سختیوں سے مغلوب کر دیئے

۲۲ فلسطین، افغانستان، ہندوستان (احمد آباد، گجرات، کشمیر) اور دیگر ممالک و علاقوں میں

گئے ہیں۔ ۲۲

یہ ہماری اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کا نتیجہ ہے کہ ہم کفار کی سختیوں اور ظلموں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں ڈرا رہا ہے اور یاد دل رہا ہے کہ بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے قانون کی خلاف ورزی سے باز رہنا۔ اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر ہی محدود رکھنا۔ قرآن فرما رہا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقُوا

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا أَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (سورۃ الروم: ۴۱)

”خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے

کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل، اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن

ہے کہ وہ باز آجائیں۔“

ہمیں چاہئے کہ ان تنبیہوں پر غور و فکر کریں اور جلد ہی توبہ کریں اور ان سب کاموں سے دور ہو جائیں جو ہماری تباہی کا باعث بن چکی ہیں۔ اور ہمیں چاہئے کہ سچائی کی طرف گامزن ہوں اور اپنے رب کو خوش کریں، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے اور کہیں کسی ایسی سزا میں نہ پھنس جائیں کہ جس سے باہر نکلنا ہمارے لئے مشکل ہو جائے!!!



مصائب و مشکلات میں: صرف اللہ ہی کو پکارنا

جب تکلیفیں اور مصیبتیں آن پڑتی ہیں تو لوگ مدد و اعانت کو ڈھونڈتے ہوئے مقبروں

اور مزاروں کی طرف بھاگتے ہیں۔ ہم انہیں نبیوں اور مردوں سے دعائیں مانگتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ﴾ (سورة الاحقاف: ۵)

”اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں۔“

اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ انکی یہ حرکت سراسر بیکار و فضول ہے، یہاں نبی کریم ﷺ کی صرف ایک حدیث کا تذکرہ ہی کافی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ و مشکلات اور آزمائشوں میں کس کو مبتلا کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَلَا مَثَلُ يُتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتَلَاهُ اللَّهُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرُحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) ۲۳

”لوگوں میں سب سے زیادہ اذیتیں پیغمبروں کو دی گئیں اور پھر دوسرے اچھے لوگوں کو، اور پھر ان سے کم اچھے لوگوں کو۔ ہر کسی کو اسکی اپنی دینی استطاعت کے مطابق اذیتیں دی گئیں۔ اگر کسی کا دین پختہ و مضبوط ہے تو پھر اذیتیں بھی سخت ہوگی اور اگر اس کا دین کمزور ہے تو اسکی اذیتیں بھی

۲۳ ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، دارمی بحوالہ صحیح الجامع ۲۳۱/۱، حدیث ۹۹۳

و صحیح الترغیب ۳/۳۲۹

ہلکی ہوگی۔ اسے مصائب و مشکلات میں تب تک مبتلا رکھا جائے گا جب تک کہ وہ بغیر گناہ کے زمین پر نہ چلنے لگے۔“

یہ بات سمجھانے کے علاوہ کہ پیغمبروں کو سب سے زیادہ اذیتیں دی گئیں اور پھر ان کے بعد والے اچھے لوگوں کو اور پھر ان کے بعد والے اچھے لوگوں کو، یہ حدیث توحید باری تعالیٰ (اللہ کے ایک ہونے) کی بھی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یہ بات سمجھ جائے کہ پیغمبر اور صالح لوگ بھی مصیبتوں میں مبتلا ہوئے اور انہوں نے عام مؤمنوں سے بڑھ کر اذیتیں جھیلیں۔ اور انہیں ان مصائب و مشکلات سے اللہ کے سوا کوئی نہ نکال سکا۔ تب وہ اچھی طرح یہ بات بھی سمجھ جائے گا کہ یہ سب انبیاء و اولیاء جب خود اپنے آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو کسی نقصان سے بچا سکتے ہیں، تو پھر وہ دوسروں کی مشکلات کو کیسے دور کر سکتے ہیں!! نتیجتاً یہ طے ہو جاتا ہے کہ اپنے دکھوں کو دور کرانے کی غرض سے پیغمبروں اور اولیاء کی طرف رجوع کرنا تو فضول اور اللہ سے ناامیدی والی بات ہے، اس کے برعکس ہر کسی کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ صرف وہی ہمیں نقصان سے بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب عليه السلام کا واقعہ بیان کیا ہے، جن کو دولت، اولاد اور جسمانی صحت چھین کر آزما یا گیا۔ ان کے پاس بہت زیادہ جانور، گائے بیل اور فصلیں تھیں۔ بہت اولاد اور خوبصورت مکانات تھے۔ پھر انہیں آزمائش میں مبتلا کیا گیا، جب وہ اپنی ہر چیز کو کھو چکے تو انہیں انکے جسم کو بیماری لاحق کر کے آزما یا گیا، بالآخر وہ شہر کے کنارے پر اکیلے رہ گئے، انکی ایک بیوی کے علاوہ انکا خیال رکھنے والا کوئی نہ تھا۔ لیکن حضرت ایوب عليه السلام کو اللہ تعالیٰ پر بہت زیادہ بھروسہ تھا، انہوں نے صبر سے کام لیا اور صرف اللہ ہی سے مدد کی دعاء کی۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ﴾

(سورة الانبیاء: ۸۳)

”ایوب (علیہ السلام) کی حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے

یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

انکی دعاء و پکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ، فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرِّهِ وَأَتَيْنَاهُ أَهْلَهُ، وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ

رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذَكَرَى لِلْعَالَمِينَ﴾

(سورة الانبیاء: ۸۴)

”تو ہم نے انکی دعاء سن لی اور جو دکھ انہیں تھا، اسے دور کر دیا اور انھیں اہل و عیال

عطا فرمائے، بلکہ اپنی خاص مہربانی سے اتنا ہی اور بھی دیا تاکہ سچے بندوں کیلئے

یہ باعث نصیحت ہو۔“

قرآن صاف بیان کر رہا ہے کہ جو لوگ مرچکے ہیں وہ کسی زندہ کی مدد نہیں

کر سکتے۔ لہذا جو کوئی مردوں کو پکارتا ہے، وہ خسارے میں ہے۔ اسکے علاوہ، اللہ کے سواء

دوسروں سے دعاء کرنا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے، جو کہ سب سے بڑا جرم و گناہ

ہے، کیونکہ دعاء بھی ایک عبادت ہے، اور وہ صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

(سورة المؤمن: ۶۰)

عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

”اور تمہارے رب کا فرمان (صادر ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعاء کرو، میں تمہاری

دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں،

وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔“
 دعاء کے عبادت ہونے کا پتہ نبی ﷺ کی حدیث سے چلتا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

(الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ) (۲۴)

”دعاء عبادت ہے۔“

اور ارشادِ الہی ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ، إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ
 بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ
 الرَّحِيمُ﴾
 (سورہ یونس: ۱۰۷)

”اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے
 والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا
 نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کر دے اور وہ بڑی
 مغفرت، بڑی رحمت والا ہے۔“

اگر بندے اللہ تعالیٰ کی حق تلفی نہیں کرتے ہیں (صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے
 ہیں) تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں اپنے عذاب و سزا سے بچائے گا اور انکے گناہوں کو
 معاف کر دیگا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۲۴ مسند احمد، الادب المفرد امام بخاری، سنن اربعہ، ابن حبان، مستدرک حاکم

بحوالہ صحیح الجامع ۶۴۱/۱، حدیث: ۳۴۰۷ صحیح ابی داؤد، حدیث: ۱۳۲۹

((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ
الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ، فَقَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ
عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ
أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً....)) ۲۵

”اے معاذ! کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں
کا اُس (اللہ) پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر
جانتے ہیں“۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف
اللہ کی عبادت کریں اور اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں اور
بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ (اگر صرف اسی ہی کی عبادت کرتے ہیں) اور
اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، تو انہیں عذاب و سزا نہ دے۔“

اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت فرمائی تھی:

((احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ
فَأَسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعْنِ بِاللَّهِ، وَأَعْلَمُ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ
اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ،

۲۵ صحیح بخاری و مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، بحوالہ مشکوٰۃ ۱۴۲/۱، حدیث: ۲۴،

صحیح الجامع ۲/۱۳۱۹، حدیث: ۷۹۶۸

۲۶ ترمذی، القیامہ: ۵۹، مسند احمد ۲۹۳/۳، ۳۰۳، ۳۰۷، ۳۰۷، ابو یعلیٰ، مشترک حاکم، المختارۃ

للضیاء، طبرانی، صحیح الجامع ۲/۱۳۱۷، حدیث: ۷۹۵، مشکوٰۃ ۳/۱۴۵۹، حدیث: ۵۳۰۲،

ریاض الصالحین ص ۲۲، حدیث: ۶۲

اللَّهُ لَكَ وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَيَّ أَنْ يُضْرُوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يُضْرُوكَ
إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)) ۲۶

”اللہ کا حکم مانو، وہ بھی سیدھی راہ دکھلائے گا اور مدد کرے گا۔ تم اس کی تابع فرمائی کرو تو تم اسے (اسکی مدد و حفاظت) اپنے ساتھ پاؤ گے، جب تم مانگو، تو صرف اللہ سے مانگو، اور جب تم مدد مانگو، تو صرف اللہ سے مانگو اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اگر ساری امت (یعنی انسان اور جن) مل کر بھی تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں، تو وہ ہرگز تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، سوائے اسکے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے، اور اگر وہ سب مل کر بھی تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ ہرگز تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اسکے کہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے۔ اور قلم کبھی کاٹھایا جا چکا ہے (اس نے لکھنا بند کر دیا ہے) اور تقدیر کائنات کے صحیفے سوکھ چکے ہیں۔“

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدَعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ، أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ الشُّؤْمِ مِثْلَهُ، [أَوْ يَدَّ خَيْرُهُ، مِنْ مِثْلِهَا يَعْنِي فِي الْآخِرَةِ] مَا لَمْ يَدْعُ بِأَيْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِذَا نُكِّرُوا، قَالَ: اللَّهُ أَكْثَرُ)) ۲۷
”کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جب ایسی کوئی دعاء کرتا ہے کہ جس میں کوئی

۲۷ مسند احمد ۱۸/۳، ترمذی، مستدرک حاکم، مشکوٰۃ ۲/۶۹۳، حدیث: ۲۲۳۶،

صحیح الجامع ۹۹۱/۲، حدیث: ۵۶۷۸

گناہ نہ ہو اور خون کا کوئی رشتہ منقطع نہ ہوتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کر دے گا۔ وہ اس دعاء کو قبول کر لے گا، یا اس کو اجر و ثواب بنا کر یومِ آخرت تک بچا کر رکھے گا یا اس کے برابر کی کوئی برائی اس سے دور کر دے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تب تو ہم بہت زیادہ دعاء کیا کریں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے پاس تو بہت کچھ ہے۔“

نبی کریم ﷺ کی ایک دوسری حدیث یوں بھی وارد ہے:

((لَا يُغْنِي حَزْرٌ مِنْ قَدْرِ، وَالِدُعَاءِ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ، فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ۲۸
 ”کوئی احتیاط اللہ تعالیٰ کے فرمودہ حکم کو نہیں بدل سکتی۔ دعاء فائدہ مند ہے ہر اس چیز میں جو پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور جو پہلے سے نہیں لکھی گئی ہے۔ مصیبت نازل ہوگی اور دعاء اس مصیبت سے ٹکرائے گی (جو پہلے سے لکھی گئی ہے، اور اسے روکے گی) یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سوال و جواب کا دن (قیامت) نہ آجائے۔“



آزمائش و سزا میں فرق و امتیاز!!

۲۸ مستدرک حاکم، صحیح الجامع الصغیر ۱۲/۹، حدیث: ۷۷۳۹، ترمذی
 و مسند احمد میں بھی اس مفہوم کی مگر مختصر احادیث حضرت ابن عمر و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، دیکھیے: مشکوٰۃ ۶۹۳/۲، حدیث: ۲۲۳۳، ۲۲۳۵

اگر مصیبتیں اللہ تعالیٰ کی فرما برداری کے نتیجہ میں ہیں، جیسے جہاد میں زخمی ہونا، ہجرت

(اللہ کے لئے ہجرت کرنے) کے دوران پیسوں کا گم ہو جانا، اسلام قبول کرنے کی وجہ سے نوکری کا کھوجانا، یا پھر کسی کو سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرنے، جیسے داڑھی رکھنے اور تہبند (پتلون پاجامہ) کے ٹخنوں سے اوپر رکھنے وغیرہ کا نتیجہ ہوں تو اس طرح کے مصائب و مشکلات ایک آزمائش ہیں۔ اور جو کوئی بھی صبر کے ساتھ ان چیزوں کو برداشت کرتا ہے اسے اجر ملے گا اور جو کوئی اس پر ناراضگی و غصے کا مظاہرہ کرے گا تو وہ اللہ کے غضب و غصہ کو دعوت دیگا۔

اگر مصیبتیں بدکاریوں کی وجہ سے ہیں، جیسے شراب نوشی اور منشیات کے استعمال سے

بیماریوں میں مبتلا ہونا وغیرہ، اس طرح کی مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا ہے۔ ہر گناہ کے کام سے بچنے کی کوشش کریں اور اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کریں اور جلد اس سے معافی مانگ لیں۔ اگر ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب بہت سخت اور ناقابل برداشت ہے۔

اگر کوئی مصیبت نہ کسی اچھے کام کا نتیجہ لگتی ہے اور نہ ہی برے کام کا، جیسے کسی قسم کا مرض

یا بیماری، بچے کا کھوجانا، کاروبار میں نقصان وغیرہ، اگر ایسا ہے تو آپ کو اپنے کردار کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ اگر آپ کسی بھی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں تو یہ مصیبت آپ کے لئے ایک

سزا اور برائیوں کو ترک کرنے کی یاد دہانی ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ مصیبت اس لئے نازل فرمائی ہے تاکہ وہ آپ کے صبر کو آزمائے۔



ہر وقت یاد رکھو!!!

- ☆ اذیتیں اور آسائیاں تمہارے لئے آزمائش ہیں۔
- ☆ ہر اچھی یا بری چیز جسے اللہ آپ کے لئے پسند کرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے لئے ہی ہوتی ہے۔
- ☆ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا وہ ٹل نہیں سکتا تھا اور جو کچھ آپ سے ٹل گیا وہ آپ تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔
- ☆ صبر کرنا فرض ہے۔
- ☆ انعامات صرف ان کے لئے ہوتے ہیں جو اللہ کے فیصلوں پر صبر کریں۔
- ☆ خوف و گھبراہٹ اور بے صبری اللہ کے حکم یا فیصلہ کو روک نہیں سکتے۔
- ☆ شکوہ و شکایت صبر کی ضد (برعکس) ہے۔
- ☆ صرف اللہ ہی نقصان سے بچا سکتا ہے اور وہی آپ کی تکلیفوں کو دور کر سکتا ہے۔



دنیا میں عیش و خوشی کرنے اور تنگدستی میں زندگی گزارنے والوں کی نظر سے،

جہنم کی شدتوں اور جنت کی نعمتوں کا اندازہ

اس سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُوتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْعَةً ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَبِّ. وَيُوتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْعَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللَّهِ! يَا رَبِّ! مَا مَرَّبِي بُؤْسًا قَطُّ وَلَا رَأَيْتَ شِدَّةً قَطُّ)) ۲۹

”جہنم کے مستحق لوگوں میں سے ایک شخص جو اس دنیا میں خوب عیش و خوشی کی زندگی بسر کر چکا ہوگا، قیامت کے دن اس کو صرف ایک مرتبہ جہنم کی آگ میں ڈبوایا جائے گا اور پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے کوئی بھلائی پائی؟ کیا تم نے کوئی رحمت حاصل کی؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں، اے میرے رب!

۲۹ صحیح مسلم ۲/۲۱۶۲، حدیث: ۲۸۰۷، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد ۳/۳۵۳، بیہقی ۱۰/۴۱۰،

صحیح الجامع ۲/۱۳۲۶، حدیث: ۷۰۰۰، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ۳/۱۵۵، حدیث ۱۱۶

پھر ایک شخص کو لایا جائے گا جو جنت کا مستحق ہوگا، لیکن وہ اس دنیا میں بہت تنگی میں زندگی گزار کر آیا ہوگا، اس کو صرف ایک لمحہ بھر کیلئے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے دنیا میں کوئی تکلیف اٹھائی؟ یا کوئی تنگی محسوس کی؟ وہ کہے گا: اے اللہ! نہیں میں نے کوئی تکلیف یا رنج ہرگز محسوس نہیں کیا۔“



فہرست مصادر و ماخذ

نمبر شمار	اسم الكتاب	اسم المؤلف
1	قرآن کریم مع متعدد تراجم	
2	إغاثة اللفهان من مصائد الشيطان	امام ابن قیم الجوزیہ Imam Ibn Qayyim (rahimahullah)
	Ighathat Al-Lahfan min Masa-edAsh-Shaytan (Saving the weary from the Traps of Shaytan)	
3	تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیر
4	شرح اربعین امام نووی	شیخ ناظم سلطان
	Explanation of Forty Hadeeth An-Nawwi (R.A)	
5	Informative answers given by	شیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ
6	Fate in Islam	شیخ صالح الصالح
7	Patience and Gratitude by Ibn Qayyim (R.A)	امام ابن قیم الجوزیہ = مترجم ناصر الدین الخطاب
8	Sickness Regulations and Exhortations by	محمد الجبالی (Muhammed al-Jibaly.)
9	مختصر تفسیر ابن کثیر	شیخ محمد نسیب الرفاعی
10	صحیح بخاری شریف	

صحیح مسلم	11	تحقیق محمد فواد عبدالباقی
سنن ابوداؤد	12	
سنن ترمذی	13	
سنن نسائی	14	
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	15	شیخ البانیؒ
صحیح الجامع الصغیر	16	شیخ البانیؒ
مختار الصحاح	17	امام رازی
صحیح الترغیب والترہیب	18	شیخ البانیؒ
مشکوٰۃ شریف	19	تحقیق شیخ البانیؒ
ریاض الصالحین	20	تحقیق الارناؤوط

فہرستِ مطبوعاتِ توحید بلیکیشنز

کتاب نمبر	عنوان	مصنف / مترجم
1	بدعات اور ان کا تعارف	تالیف رعلامہ سعید بن عزیز یوسف زئی
2	نماز پنجگانہ کی رکعتیں مع نماز و تہجد	تالیف ابوعدنان محمد منیر قمر
3	مختصر مسائل و احکام رمضان، روزہ اور زکوٰۃ	تالیف ابوعدنان محمد منیر قمر
4	مختصر مسائل و احکام طہارت و نماز	تالیف رعلامہ محمد صالح العثیمینؒ ترجمہ ابوعدنان محمد منیر قمر
5	زیارتِ مدینہ منورہ - احکام و آداب	تالیف رعلامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باڑ ترجمہ ابوعدنان محمد منیر قمر
6	ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سے نماز	تالیف ابوعدنان محمد منیر قمر
7	جشنِ عید میلاد النبی ﷺ؛ یومِ وفات پر!!	تالیف ابوعدنان محمد منیر قمر

<p>تالیف: محترمہ شوانہ عبدالعزیز ترجمہ / شاہد ستار تقدیم و تہذیب و اضافہ / ابو عدنان محمد منیر قمر</p>	<p>دنیوی مصائب و مشکلات؛ حقیقت، اسباب، ثمرات</p>	<p>8</p>
--	--	----------



انٹرنیٹ (Internet) پر دینی اور دنیوی معلومات (یعنی حالاتِ حاضرہ) پر نظر
ڈالنی ہو تو آپ اس ویب سائٹ (Web Site) کی زیارت کریں۔

<http://www.ahya.org>